# حفظِ قرآن کا عملی طریقہ کار

تحریر: فیصل البعدانی　　　ترجمہ: عبدالحق محمد اسماعیل العمری

مسلمانوں کے ہاں قرآن مجید کا احترام اور اس سے دلی وابستگی سب پر عیاں ہے اور اس کا سب سے بڑا مظہر ان کے ہر طبقہ کا ممکنہ ذرائع سے اس کی خدمت اور حفاظت کرنا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ روزِ اول سے مسلمانوں کا ایک بڑا طبقہ اس کو شروع سے آخر تک زبانی یاد بھی کرتا ہے، گو کہ یہ مبارک کام زیادہ تر بچپن ہی میں سرانجام پاتا ہے لیکن بڑی عمر میں یاد کرنے والوں کی تعداد بھی کم نہیں، ہر ملک اور قبیلہ میں اسے پڑھنے پڑھانے اور یاد کرنے کے جداگانہ طریقے ہیں، لیکن عمومی طور پر سب میں ایک قدر مشترک پائی جاتی ہے اور وہ ہے حفظ، اسی عنوان پر لندن کے مشہور و معروف اسلامی مرکز ''المنتدیٰ الاسلامی'' سے شائع ہونے والے ماہنامہ ''البیان'' کے سنہ ۹۴ء کے ایک شمارہ میں شائع ایک مضمون کا ترجمہ اردو داں طبقہ کی افادیت کیلئے یہاں پیش ہے۔ (مترجم)

عصر حاضر میں اسلامی بیداری جس قدر تیزی سے پھیل رہی ہے۔ اس کے نتائج ہر ایک پر عیاں ہیں اور شاید اسی بیداری کے یہ مبارک نتائج ہیں کہ امت کے نوجوانوں میں قرآن کریم کے پڑھنے اور حفظ کرنے کا جذبہ لوٹ آیا ہے۔ ان میں سے اکثر چونکہ دوران حفظ مناسب طریقہ نہیں اپناتے اس لئے بہت سی کمزوریاں رہ جاتی ہیں، مثلاً حفظ کی عدم پختگی، چاہے وہ تلفظ کے اعتبار سے ہو یا پھر حفظ کردہ حصہ کا صحیح احاطہ نہ کر پانا اور اس کا یاد نہ رہنا وغیرہ وغیرہ، اس کے علاوہ ان میں سے بیشتر حفظ مکمل بھی نہیں کرسکتے اور تھوڑی دور چلنے کے بعد رک جاتے، کبھی حفظ کی تڑپ اور حافظِ قرآن بننے کی شدید خواہش کے باوجود ابتداء نہیں کر پاتے انہی امور کے پیش نظر میں نے یہ چند سطور قلمبند کی ہیں، شاید حفظ قرآن کے خواہشمندوں کو ان سے فائدہ پہنچے، اس سلسلہ میں میں نے اس فن کے ماہرین سے استفادہ کی کوشش کی ہے، تاکہ پیش کردہ باتیں زیادہ سودمند ہوں۔

اس موضوع کو میں نے تین حصوں میں تقسیم کیا ہے۔

☆ حفظ قرآن کی ابتداء سے پہلے مبتدی کو کون کون سے کام کرنے چاہئیں۔

☆ حفظ قرآن کے سلسلہ میں سفارشانہ عملی اقدامات۔

☆ تکمیل حفظ کے بعد حافظِ قرآن کی ذمہ داریاں

## حفظ قرآن کی ابتداء سے پہلے مبتدی کو کون کون سے کام کرنے چاہییں ؟

### (۱) خلوصِ نیت :

اخلاص نیت کے بارے میں ہمیں معلوم ہے کہ رضاء الہٰی کی طلب، نماز، روزہ اور طواف وغیرہ جیسی عبادات کی صحت اور قبولیت کے لئے یہ ایک شرط لازم ہے، اگر ثواب مطلوب ہو تو یہ مباح کاموں میں بھی شرط ہے، جیسے کھانا پینا، لوگوں کے ساتھ حسن معاشرت وغیرہ اور چونکہ قرآن مجید کی تلاوت اور اس کا حفظ خالص عبادات کے کام ہیں۔ لہذا اللہ کے ہاں اخلاص نیت کے بغیر یہ قابل قبول نہ ہوں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''جو اپنے رب سے ملاقات کا خواہش مند ہو اسے چاہئے کہ عملِ صالح اختیار کرے اور اپنے پروردگار کے ساتھ کسی اور کو ساجھی نہ ٹھہرائے۔'' (الکھف : ۱۱۰) کے مفہوم میں یہ امور بھی شامل ہیں اور حدیث قدسی میں اللہ کا فرمان ہے: ''میں میرے شریکوں میں شرک سے حد درجہ بے نیاز ہوں، جس نے کسی بھی کام میں میرا شریک ٹھہرایا، میں نے اس سے اور اس کے شرک سے بیزاری اختیار کرلی۔'' (صحیح مسلم ج۲ ح ۲۹۸۵)

### (۲) قرآن مجید کی عظمت کا احساس اور اس کی قدر و منزلت کی پہچان

اس کا حصول مندرجہ ذیل باتوں سے ممکن ہے:

☆ یہ بات ذہن نشین ہو کہ قرآن مجید اللہ کا کلام ہے۔ ارشاد ربانی ہے: ﴿... فاجره حتى يسمع كلام الله ...﴾ (التوبہ: ٦) ترجمہ: ''.....تو اسے پناہ دے دے یہاں تک کہ وہ'' کلام اللہ'' سن لے....'' اور اسکی عظمت، اللہ کی عظمت سے ماخوذ ہے۔ اللہ سے عظیم کوئی نہیں لہذا کوئی کلام بھی اس کے کلام سے عظیم اور مقدس نہیں ہے۔

☆ قرآن مجید کی وجہ نزول کا ادراک ہو، اور وہ ہے انسانیت کی ہدایت اور انہیں اندھیروں سے روشنی میں لانا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اس کتاب (کے اللہ کی کتاب ہونے) میں کوئی شک نہیں، پرہیز

گاروں کو راہ کھانے والی ہے'' (البقرۃ: ۲) اور'' ماہ رمضان وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا جو لوگوں کو ہدایت کرنے والا ہے اور جس میں ہدایت کی اور حق و باطل کی تمیز کی نشانیاں ہیں۔'' (البقرۃ: ۱۸۵)

☆عظمت قرآن کے سبب اس ماہ کی عظمت جس ماہ میں یہ نازل کیا گیا یعنی ماہ رمضان المبارک، جو کہ سارے مہینوں میں افضل ہے، اور اس رات کی عظمت جس رات میں یہ اتارا گیا، یعنی لیلۃ القدر جو سب راتوں میں بہتر ہے اور اس رسول (ﷺ) کی عظمت جن پر یہ اتارا گیا، اور وہ ہیں امام الانبیاء والمرسلین، اولاد آدم کے سردار جس پر کوئی فخر نہیں اور قرآن پاک کے سیکھنے اور سکھانے والے کی عظمت کا احساس، جن کے بارے میں آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے'' تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن خود سیکھے اور دوسروں کو سکھلائے'' (فتح الباری ج ۹ ح ۵۰۲۷) ایک اور روایت میں ہے:'' تم میں سے فضل وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھلائے'' (فتح الباری ج ۹ ح ۵۰۲۸)

☆ اللہ تعالیٰ نے خود اس کی عظمت بیان کی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''یقیناً ہم نے آپؐ کو سات آیتیں دے رکھی ہیں کہ دہرائی جاتی ہیں اور عظیم قرآن بھی دے رکھا ہے۔'' (الحجر: ۸۷)

## (۳) اہل قرآن کے فضل اور ان کے بے پناہ ثواب کا ادراک

بیشتر روایات میں اس کا بیان آیا ہے ان میں سے بعض یہ ہیں:

☆ حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعہ بہت سی قوموں کو بامِ عروج پر پہنچاتا ہے اور بہت ساری قوموں کو ذلیل کر دیتا ہے۔'' (صحیح مسلم: ج ۱ ح ۸۱۷)

☆ حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہؐ نے'' کتاب اللہ کے ایک حرف پڑھنے سے مومن کو ایک نیکی ملتی ہے اور نیکی کا بدلہ اس سے دس گنا ملتا ہے، میں نہیں کہتا کہ'' الم'' ایک حرف ہے، بلکہ الف ایک حرف، لام ایک حرف اور میم ایک حرف ہے'' (سنن الترمذی ج ۵ ح ۲۹۱۰/۶۳۴۵)

☆ حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ'' ہم (مقام)'' صفہ''، میں تھے کہ نبی اکرمؐ آنکلے اور دریافت فرمایا'' تم میں سے کون چاہے گا کہ ہر روز سویرے بطحان یا عقیق (وادی) کی طرف جائے اور بغیر کسی کا حق چھینے، دو کوہان والی (فربہ اندام) اونٹنیاں اپنے لئے لے آئے؟'' ہم نے جواباً عرض کیا: اے اللہ کے رسولؐ! ہم میں سے ہر ایک یہ چاہے گا آپؐ نے فرمایا: پھر کیوں نہ تم میں سے ایک سویرے سویرے مسجد جائے اور اللہ عزوجل کی کتاب سے دو آیتیں پڑھے یا پڑھائے، یہ دو اونٹنیوں سے بہتر ہے

تین (آیتیں) بہتر ہیں تین (اونٹنیوں) سے، چار (آیتیں) بہتر ہیں چار (اونٹنیوں) سے اور اسی قدر آیتیں اتنی ہی اونٹنیوں سے۔''

☆ حضرت ابوامامہ باہلیؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اکرمؐ کو فرماتے ہوئے سنا: ''قرآن پڑھو! روز قیامت وہ اپنے پڑھنے والوں کے حق میں سفارشی بن کر آئے گا۔'' (صحیح مسلم ج ا ح ۸۰۴)

☆ حضرت عبداللہ بن عمروؓ کہتے ہیں کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا: صاحب قرآن سے کہا جائے گا کہ پڑھو اور چڑھتے جاؤ! اسی طرح تلاوت کرو جیسے تم دنیا میں کرتے تھے۔ تمہاری آخری منزل وہاں ہوگی جہاں تمہاری تلاوت اختتام کو پہنچے گی۔'' (سنن ابوداؤد ج ۲ ح ۱۴۶۴)

☆ حضرت ابومسعود انصاریؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: قرآن پاک کی زیادہ تلاوت کرنے والا لوگوں کی امامت کیا کرے۔'' (صحیح مسلم ج ا ح ۶۷۳)

☆ حضرت عائشہؓ نبی اکرمؐ سے روایت کرتی ہیں کہ آپؐ نے فرمایا ''اس شخص کی مثال جو قرآن پڑھتا ہو اور حافظ بھی ہو ایسی ہے جیسے وہ پاک اور بزرگ فرشتوں کی معیت میں ہو اور وہ جو قرآن مشقت سے پڑھے اور اسے اس کی فکر بھی دامن گیر ہو اس کے لئے دوہرا ثواب ہے۔'' (فتح الباری ج ۸ ح ۴۹۳۷)

☆ حضرت ابوموسیٰؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: ''وہ مومن جو قرآن پڑھتا ہو اور اس پر عمل بھی کرتا ہو اس کی مثال نارنگی کی سی ہے کہ اس کا مزہ اچھا خوشبو بھی اچھی اور وہ مومن جو قرآن مجید نہیں پڑھتا لیکن اس پر عمل کرتا ہے اس کی مثال کھجور کی سی ہے کہ اس کا مزہ تو اچھا لیکن خوشبو نہیں، اور اس منافق کی مثال جو قرآن مجید پڑھتا ہے، ریحان کی سی ہے جس کی خوشبو تو ہے لیکن مزہ کڑوا، اور اس منافق کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا ایلوے کی سی ہے جس کا ذائقہ اور مہک دونوں کڑوے۔'' (فتح الباری ج ۹ ح ۵۰۵۹)

## (۴) اس بات سے واقفیت کہ شارع نے قرآن مجید کی تلاوت کرنے اور سننے پر ابھارا ہے

تلاوت سے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''جو لوگ کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہیں اور نماز کی

پابندی رکھتے ہیں ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو عطا فرمایا ہے اس میں سے پوشیدہ اور علانیہ خرچ کرتے ہیں، وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں جو کسی خسارہ میں نہ ہوگی۔ تاکہ ان کی اجرتیں ان کو پوری دے اور ان کو اپنے فضل سے اور زیادہ دے، بے شک وہ بڑا بخشنے والا قدردان ہے۔'' (سورۃ فاطر: ۳۰/۲۹)

اور رسولؐ کا ارشاد ہے: ''قرآن پڑھو، روز قیامت وہ اپنے پڑھنے والوں کے حق میں سفارشی بن کر آئے گا۔'' (صحیح مسلم ج ۱ ح ۸۰۴)

☆ غور سے تلاوت قرآن سننے سے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اور جب قرآن پڑھا جائے تو اس کی طرف کان لگا دیا کرو اور خاموش رہا کرو، امید ہے کہ تم پر رحمت ہو''۔ (الاعراف ۲۰۴)

لیث بن سعدؒ کا قول ہے'' یہ بات بالکل قرین عقل اور فرمان الٰہیٰ کے عین مطابق ہے کہ اللہ کی رحمت، قرآن کی تلاوت سننے والے کے اس قدر تیزی سے قریب ہوتی ہے کہ اتنی تیزی سے کسی اور کے نہیں ہوتی اور اللہ تعالیٰ جب کسی بات کے لئے حرف ''لعل'' استعمال'' کرے تو اس کا ہونا واجب ہے۔ (التذکار فی افضل الاذکار ص ۹۱)

## (۵) تلاوت کلام پاک اور حفظ قرآن کے مقصد کا ادراک:

یہ ادراک مندرجہ ذیل امور کے ذریعہ حاصل ہوسکتا ہے۔

☆ گزشتہ سطور میں تلاوت قرآن کی بے پناہ فضیلت اور ثواب کا ذکر آچکا ہے۔

☆ قرأت کا مقصود قرآنی آیات میں وارد احکام کا نفاذ اور اس کی تعلیمات کی تطبیق ہو۔

☆ زندگی میں صحیح اور درست تصورات قائم ہوں، کیونکہ قرآن کریم ہی ہمارے افکار وتصورات کا واحد منبع ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''اور ہم نے تجھ پر یہ کتاب نازل فرمائی ہے جس میں ہر چیز کا شافی بیان ہے۔'' (النحل: ۸۹)

## (۶) حفظ کرنے والوں کیلئے قرآن پاک کا آسان ہونا:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''اور بیشک قرآن کو سمجھنے کے لئے آسان کردیا ہے۔'' (القمر: ۱۷)

قرطبیؒ نے اس کی تفسیر اس طرح کی ہے، یعنی'' ہم نے قرآن کو حفظ کے لئے آسان بنایا اور اس شخص کی مدد بھی کی جو اسے یاد کرنا چاہے پھر ہے کوئی جو اسے یاد کرنا چاہے اور مدد بھی لے؟'' (الجامع لاحکام القرآن ج ۱۷ ص ۱۳۴)

## (۷) عزمِ مصمم کی ضرورت

حفظ کی ابتداء اور اسے جاری رکھنے کیلئے پختہ عزم کی بے حد ضرورت ہے، اس کے بغیر طالب علم سست ہو جاتا اور معاملہ سوائے تمنا اور ہوائی قلعے سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا، اس عزم مصمم کے پیدا کرنے کیلئے آدمی کو قرآن پاک کی عظمت کا احساس اور صاحبِ قرآن کی رفعتِ شان کا یقین ضروری ہے اسی طرح قاری اور سامع کی فضیلت وثواب کو بھی جانے، کیونکہ ان امور کے سلسلے میں وارد آیات واحادیث ایک مسلمان کے اندر حفظ قرآن اور اس کے تسلسل کو باقی رکھنے کا حقیقی شوق اور ولولہ پیدا کرتی ہیں۔

## (۸) مصروفیات میں کمی اور انتہائی محنت کے ساتھ حفظ قرآن میں لگا رہنا

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''اور جو لوگ ہماری راہ میں مشقتیں برداشت کرتے ہیں ہم انہیں اپنی راہیں ضرور دکھا دیں گے۔'' (العنکبوت: ۶۹) حقیقت یہ ہے کہ جو راہی صحیح راستہ اختیار کرے وہ منزل مقصود کو پہنچ جاتا ہے۔ جو کوشش کرتا ہے وہ پاتا بھی ہے اور جو کھیتی بوتا، وہ کاٹتا بھی ہے اسی طرح لوگ چیونٹی کے بارے میں جانتے ہیں کہ وہ ایک اونچی جگہ پر چڑھنا چاہتی ہے اور کبھی گر بھی جاتی ہے مگر نہ تھکتی ہے اور نہ ہی بیزار ہوتی ہے، کامیاب ہونے تک کوشش پر کوشش کرتی جاتی ہے، یہی حال اس طالب علم کا بھی ہونا چاہیئے جو قرآن پاک زبانی یاد کرنا چاہے۔

## (۹) ہر روز حفظ قرآن کیلئے ایک وقت ضرور مقرر ہو۔

یہ وقت فجر، عصر، مغرب یا اسی طرح کا کوئی اور وقت اپنے اپنے حالات کی مناسبت سے ہوسکتا ہے اور آنحضورؐ کے ذکر کردہ قول کہ: ''پھر کیوں نہ تم میں سے ایک شخص سویرے سویرے مسجد جائے ...'' الخ، کے مصداق حفظ کی جگہ مسجد ہو تو بہت ہی اچھا ہے، اس کام کے لئے مسجد کی فضا جتنی سازگار ہوتی ہے اتنا کوئی اور مقام نہیں ہوتا، مزید یہ کہ حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت کردہ حدیث کی روشنی میں گروپ کی شکل میں حفظ کیا جائے تو بہتر ہے آپؐ کا ارشاد ہے ''جب کچھ لوگ اللہ کے گھر میں جمع ہوکر قرآن کی تلاوت اور اس پر تدبر کرتے ہیں ان پر سکینت نازل ہوتی، رحمت الٰہی چھا جاتی اور فرشتے ان کو اپنے گھیرے میں لے لیتے ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ ان کا ذکر ملأ اعلیٰ میں فرماتے ہیں'' (صحیح مسلم ج۴ ح۲۶۹۹) حقیقت بھی یہی ہے کہ انسان کبھی کبھی تھک جاتا اور اس پر سستی چھا جاتی ہے، ایسے میں ''جمعیت'' کا عنصر اسے آگے بڑھانے

اور ہمت بندھانے میں مہمیز کا کام کرتا اور بڑا ہی مددگار ثابت ہوتا ہے، اسی لئے مثل مشہور ہے ''الصاحب ساحب''یعنی ساتھی کھینچ لے چلتا ہے۔

## (۱۰)علم تجوید سے واقف استاذ سے پڑھنا ضروری ہے۔

اہل علم کا یہ فیصلہ ہے کہ قرآن مجید کے سیکھنے میں صرف قرآن پاک کے نسخوں ہی پر انحصار کافی نہیں بلکہ ایک جید حافظ سے پڑھنا ضروری ہے، جو کسی استاذ سے پڑھے ہوں، سلیمان بن موسیؒ کا قول ہے: ''صحفیین (یعنی جنہوں نے بغیر استاذ کے صرف کتابوں سے سیکھا ہے) سے قرآن مجید نہ سیکھو۔'' اور سعید تنوخیؒ کہتے ہیں کہ: ''یہ بات مشہور ہے کہ صحفی سے علم اور مصحفی سے قرآن نہ سیکھو۔'' (تصحیفات المحدثین للعسکری: ج۱/۶-۷)

اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن پاک کی تلاوت کا جملہ دارومدار تلقی اور سماع پر ہے، مطلب یہ کہ پیشرو حفاظ اور علماء میں سے ہر ایک نے اپنے اپنے استاذ سے اسے سنا اور حاصل کیا۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں: ''اللہ کی قسم میں نے آنحضورؐ کے ذہن مبارک سے ستر سے زائد سورتیں سیکھیں'' حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں ذکر کیا ہے کہ کیسے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے باقی قرآن پاک بھی حاصل فرمایا، کہتے ہیں: ''عاصم نے بدر سے روایت کی کہ عبداللہ بن مسعودؓ نے اوپر والی روایت میں مزید یہ کہا کہ: ''میں نے باقی قرآن مجید آنحضورؐ کے صحابہ سے سیکھا ہے'' (فتح الباری ج۹ ح ۵۰۰۰) قرآن پاک کے کسی سے سیکھنے اور حاصل کرنے کی اہمیت ہی کے پیش نظر ہم دیکھتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ اپنے شاگردوں کو اس کی تاکید فرماتے تھے، معدیکربؒ سے روایت ہے کہ ''ہم حضرت عبداللہؓ کے پاس آئے اور ان سے خواہش کی کہ سورۃ ''طسم''، ہمیں سنائیں۔ جواباً انہوں نے کہا، وہ تو مجھے یاد نہیں، البتہ حضرت خباب بن الارتؓ سے پوچھیں، انہوں نے رسول اللہؐ سے وہ سورت سیکھی ہے ہم خبابؓ کے پاس آئے اور انہوں نے ہمیں وہ سورت سنائی۔'' (المسند تحقیق احمد شاکر ۳۸/۶) سچ پوچھیں تو خود رسول اکرمؐ ہر سال حضرت جبرئیلؑ کو قرآن پاک سنایا کرتے تھے اور وفات کے سال دو مرتبہ سنایا تھا (فتح الباری ج۹ ح ۴۹۹۸) آپؐ صحابہ کرامؓ کو ہدایت فرماتے تھے کہ ''چار اشخاص سے قرآن سیکھو، ابن ام عبدؓ، ابی ابن کعبؓ، سالمؓ مولی ابن حذیفہؓ اور معاذ بن جبلؓ سے۔'' (صحیح مسلم ج۴ ح ۲۴۶۴)

## (۱۱) حفظ قرآن کے لئے ایک ہی نسخہ:

حفظ قرآن کے لئے ایک ہی نسخہ مخصوص ہوتا کہ آیات کے مقامات ذہن نشین ہوں اور بے یقینی ختم ہو جائے۔

## (۱۲) قرآن پاک کے آخر (آخری پارے) سے حفظ کرنے کی کوشش کرے۔

خاص طور پر کم عمر اور کم ہمت لوگ ایسا کریں، تاکہ یہ محسوس ہو کہ تھوڑے سے عرصے میں انہوں نے کافی حفظ کر لیا ہے، گوکہ یہ سورتیں تعداد میں ہیں تو زیادہ لیکن آسان بھی ہیں، پھر ابتدائی مدارس میں شامل نصاب ہونے کی وجہ سے ذہن و دماغ میں ان کا ایک پس منظر بھی ہوتا ہے۔

## (۱۳) اللہ تعالیٰ سے گریہ وزاری سے دعا مانگنا

اللہ تعالیٰ سے گریہ وزاری سے دعا مانگنا کہ حفظ قرآن کی توفیق دے اور اسے آسان بنا دے، کیونکہ قرآن کا حفظ کرنا صرف اسی کا احسان اور عطیہ ہے۔

## حفظِ قرآن کے سلسلہ میں سفارشانہ عملی اقدامات

(۱) ہر قاری اپنی ہمت اور استعداد کے مطابق ایک بیٹھک میں اتنی مقدار اپنے لئے مقرر کر لے جتنی وہ یاد کر سکتا ہے، حفظ کے ابتدائی ایام میں موجود جوش اور ولولہ سے متاثر ہو کر اس مقدار میں اضافہ نہ کرے کہ سستی، تھکاوٹ اور عدم آمادگی کی وجہ سے اس مقدار کو نبھا نہ سکے، اس طرح عین ممکن ہے کہ وہ بالکلیہ حفظ کرنا ہی ترک کر دے، اس کے برعکس خود کو اتنا پابند کر لے کہ اس مقررہ مقدار کا یاد کرنا ہی ہر دن کی جملہ مصروفیات میں اہم اور اولین مقصد ہو۔

(۲) نیا سبق یاد کرنے سے پہلے استاد محترم کو لازماً دیکھ کر سنائے یہ اس وقت اور بھی ضروری ہے جب کہ طالب علم عثمانی رسم الخط اچھی طرح نہ پڑھ سکتا ہو۔

(۳) تلفظ کی ادائیگی کی غرض سے مقررہ سبق قرآن مجید دیکھ کر خوب اچھی طرح پڑھے۔

(۴) ایک ایک آیت تھوڑا تھوڑا کر کے پڑھے، پھر پہلی آیت کو بعد کی آیت سے جوڑ کر پڑھے، اگر آیت ایک سطر سے کم ہو تو دو دو آیتیں پڑھے، اس طرح کہ وقت واحد میں تین آیتوں سے تجاوز نہ کرے۔

(۵) حفظ کے دوران اپنی آواز تھوڑی بلند رکھے کیونکہ آواز کی پستی سستی پیدا کرتی ہے جبکہ اس کی بے

جا زیادتی بھی تھکاتی اور پڑوسی طلبہ پر گراں گزرتی ہے، طالب علم میں اگر خشوع ہو۔ وہ خالی الذہن ہو اور اپنی آواز کو پست رکھے تو کوئی حرج نہیں لیکن تلفظ کی ادائیگی ہر حال میں ضروری ہے، بغیر زبان کو حرکت دیئے صرف آنکھوں سے پڑھنا مناسب نہیں۔

(۶) دوران حفظ ﴿ورتل القرآن ترتیلاً﴾ (المزمل ۴) ''اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر صاف پڑھا کرو'' کے مصداق آیات کو ترتیل سے اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھے تجوید کے احکام سے غفلت نہ برتے اور جلد بازی بھی نہ کرے، کیونکہ آنحضورؐ نے آیت ﴿لاتحرک به لسانک لتعجل به﴾ (القیامۃ ۱۶) کے نازل ہونے کے بعد جلد جلد پڑھنا چھوڑ دیا تھا اور صحابہؓ کی تعلیم قرآن میں بھی آپؐ کی سنت تھی، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اور قرآن کو ہم نے تھوڑا تھوڑا کر کے اس لئے اتارا ہے کہ آپ اسے بہ مہلت لوگوں کو سنائیں اور ہم نے خود بھی اسے بتدریج نازل فرمایا (الاسراء:۱۰۶) اس بارے میں حضرت انس بن مالکؓ سے پوچھا گیا کہ: آنحضورؐ کی تلاوت کیسی ہوتی تھی؟ آپ نے جواب دیا، لمبی لمبی، پھر پڑھ کر دکھلایا، بسم اللہ الرحمن الرحیم کو کھینچتے، الرحمٰن کو کھینچتے اور الرحیم کو کھینچتے۔'' (فتح الباری ج ۹ ح ۵۰۴۶) کبار صحابہؓ کی بھی یہی عادت تھی، ابوجمرہؒ نے جب حضرت ابن عباسؓ سے یہ کہا کہ: ''میں بہت ہی تیز پڑھنے والا ہوں، صرف تین راتوں میں قرآن ختم کر لیتا ہوں۔'' تو آپ نے ان سے فرمایا: ''تمہاری اس تلاوت سے کہیں زیادہ مجھے یہ پسند ہے کہ میں رات کو سورۃ بقرہ ترتیل اور تدبر سے پڑھوں۔'' (فضائل القرآن لابن کثیر ص ۷۵)

اس میں شک نہیں کہ دوران حفظ ترتیل سے پڑھنا آیات کو سمجھنے اور ان کے معانی پر غور و فکر کرنے میں مدد و معاون ہوتی ہے، دوسرے لفظوں میں حفظ کردہ آیات اور ان کے معانی پر غور کرنا گویا حافظہ کو پختہ بنانا اور تقویت دینا ہے۔

(۷) مقررہ حصہ یاد کرنے کے بعد خود کو سنائے۔

(۸) پھر یاد کردہ حصہ قرآن مجید کو دیکھ کر پڑھے تاکہ اندازہ ہو جائے کہ کیسا اور کتنا یاد ہے اور کہیں کسی طرح کی کوئی غلطی تو نہیں رہ گئی ہے؟

(۹) اب یہ حصہ استادِ محترم کو سنائے اور یہ بے حد ضروری ہے۔

(۱۰) ہر سورت کے حفظ کردہ حصوں کو آپس میں ملا کر ہر روز پڑھنا چاہیئے تاکہ تسلسل باقی رہے اور یہ چیز آموختہ کے علاوہ ہے۔

# تکمیل حفظ کے بعد حافظ قرآن کی ذمہ داریاں

## (۱) ریا کاری سے پرہیز

حفظ قرآن کے پس منظر میں ریا کاری سے ہمارا مطلب یہ ہے کہ حافظ قرآن اپنے تکمیل حفظ، اس کی پختگی یا خوبصورت تلاوت کا اظہار کر کے لوگوں کے پاس جاہ ومنزلت کا طلبگار ہو، یہ ریا کاری کہلائے گی اور ریا کاری ایک طرح کا شرک ہے، رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے، ''تم پر مجھے جس چیز کا سب سے زیادہ ڈر ہے وہ ہے شرک اصغر، صحابہؓ نے پوچھا، اے اللہ کے رسول ؐ شرک اصغر کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ریا کاری، روز قیامت اللہ تبارک وتعالیٰ بندوں کو ان کے اعمال کا بدلہ دینے کے بعد ریا کاروں سے کہے گا، تم انہیں کے پاس جاؤ جنہیں تم اپنے اعمال دکھایا کرتے تھے، معلوم تو کرو کہ ان کے ہاں تمہیں کوئی بدلہ مل بھی سکتا ہے؟'' (مسند احمد ج ۵ ص ۴۲۸) اور حضرت ابو ہریرہؓ کی مندرجہ ذیل حدیث کی روشنی میں قرآن کی ریا کاری کرنے والا سخت سزا کا مستحق ہے، آنحضورؐ فرماتے ہیں کہ ''روز قیامت لوگوں میں سب سے پہلے جن کا فیصلہ کیا جائے گا ان میں ایک شخص وہ ہوگا جس نے علم سیکھا، سکھایا اور قرآن کی تلاوت کی، اسے لایا جائے گا اللہ تعالیٰ اس پر اپنی نعمتیں، جن کا اسے اعتراف بھی ہوگا، گنوانے کے بعد پوچھے گا، ان نعمتوں کا تم نے کیا کیا؟ وہ شخص کہے گا، میں نے علم سیکھا، دوسرں کو سکھایا اور خالص تیرے لئے قرآن کی تلاوت کی، اللہ تعالیٰ کہے گا، تم نے جھوٹ کہا، تم نے تو علم اس لئے سیکھا تمھیں عالم کہا جائے تلاوت قرآن اس لئے کی کہ لوگ کہیں کہ فلاں اچھا قاری ہے، پھر حکم الہیٰ سے اسے منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا'' (صحیح مسلم) بنا بریں اس طرح کی پکڑ سے نجات چاہنے والے کے لئے مخلص ہونا اور اخلاص نیت کو آخر دم تک باقی رکھنا ضروری ہے۔

## (۲) قرآنی آداب واخلاق اپنے اندر پیدا کرنا اور عمل کی کوتاہی سے بچنا

قرآن مجید اترا ہی اسی لئے ہے کہ اس پر عمل اس طرح کیا جائے کہ وہ زندگی کے لئے ایک راہ اور روشنی کا کام دے، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ ''قرآن نازل کیا ہی گیا عمل کے لئے ہے، لہذا اس کی تعلیم کو عملی جامہ پہناؤ بعضے لوگ ایسے ہیں کہ وہ فاتحہ سے ناس تک تلاوت کر تو لیتے ہیں اور کوئی ایک بھی حروف ان سے چھوٹنے نہیں پاتا لیکن وہ عمل سے کورے ہوتے ہیں'' بعض اہل علم نے کہا ہے، آدمی تلاوت

قرآن کے ذریعہ اپنے آپ پر لعنت بھیجتا ہے اور اسے اس کا پتہ بھی نہیں چلتا، مثلاً اللہ کا ارشاد جس کا معنی ہے (سن لو: ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے) اور: (سن لو! جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہے) حالانکہ وہ ان ہی میں سے ہوتا ہے۔'' اس کے متعلق حضرت انسؓ بھی کہتے ہیں'' بیشتر قرآن پڑھنے والے ایسے ہیں جن کو قرآن خود لعنت کررہا ہوتا ہے۔ (تہذیب موعظۃ المومنین ۱/۷۰)

## (۳) خود پسندی اور مخلوق خدا پر دھونس جمانے سے بچے

خود پسندی یہ ہے کہ حفظ قرآن کے سلسلے میں جو بھی محنت کی گئی اسے اپنے زور بازو کا نتیجہ سمجھے، حالانکہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے اس جانب راہ دکھلائی، اسے سرانجام دینے میں آسانی اور مدد بہم پہنچائی، اگر اس کا یہ احسان اور فضل نہ ہوتا تو انسان پورا قرآن تو کجا تھوڑا بھی حفظ نہ کر پاتا، ہوں تو یہ چاہیئے کہ اس طرح کی خود پسندی کی بجائے اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کی اس نعمت کو صحیح قدر کی نگاہ سے دیکھے اور اسی کا فضل جان کر اس کی تکملہ پر شکر کے جذبات سے ممنون ہو، خود پسندی کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ وہ آیات یاد نہ رہیں جو اس رویہ سے ڈراتی ہیں، جیسے ایک حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے،'' کبریائی میری چادر ہے اور عظمت میرا تہمد، کوئی انہیں مجھ سے چھیننے کی کوشش کرے تو میں اسے جہنم میں پھینک دوں گا۔'' (سنن ابوداؤد ج ۴ ح ۴۰۹۰) اور آنحضورؐ کا یہ ارشاد مبارک کہ'' جس کسی کے دل میں ذرا برابر بھی کبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا'' (صحیح مسلم ج ۱ ح ۹۱)

مخلوق خدا پر دھونس یہ ہے کہ ان کے ساتھ تکبر سے پیش آیا جائے اور یہ زعم ہو جائے کہ اس منصب کمال پر میرے علاوہ کوئی اور پہنچا ہی نہیں، لہذا دوسروں کو جاہل سمجھ کر ان کی جانب حقارت کی نظر سے دیکھے۔

## (۴) حفظ قرآن کی ہمیشہ فکر کرنے اور نہ بھولنے پر اکسانے والی روایات کو ذہن نشین رکھے

☆ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا:'' صاحب قرآن کی مثال بندھے اونٹ کے مالک کی سی ہے جب تک وہ اس کا خیال کرتا ہے وہ بندھا رہتا ہے، اگر اس سے دھیان ہٹا لے تو بھاگ کھڑا ہوتا ہے۔'' (فتح الباری ج ۹ ح ۵۰۳۱)

☆ حضرت عبداللہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا'' کسی شخص کے لئے یہ کہنا کتنا ہی برا ہے

کہ میں فلاں اور فلاں آیت بھلا بیٹھا بلکہ (بہتر یہ ہے کہ) جب بھلا بیٹھے تو فوراً یاد کرلیا کرے، اس لئے کہ قرآن مجید اونٹ کی تیزی سے کہیں زیادہ تیزی سے، انسانوں کے سینوں سے بھاگ کھڑا ہوتا ہے'' (فتح الباری ج ۹ ح ۵۰۳۲)

☆ حضرت ابوموسیٰؓ آنحضورؐ سے مروی ہیں آپؐ نے فرمایا: قرآن کی حفاظت کرو۔ اس پروردگار کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔، یہ (قرآن) بندھے ہوئے اونٹ سے کہیں زیادہ بھاگ نکلنے والا ہے۔'' (فتح الباری ج ۹ ح ۵۰۳۳) مذکورہ بالا احادیث اور ان جیسی روایات کی روشنی میں اہل علم کی یہ رائے ہے کہ ایک ایسا وقت مقررہ کرلیا جائے جس کے گزرنے سے پہلے پہلے اپنا حفظ، چاہے تھوڑا ہو یا زیادہ ضرور دہرالیا جائے، اور حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے مروی آنحضور کے فرمان کہ'' تین دن سے کم عرصہ میں قرآن پڑھنے والے نے گویا کچھ نہ سمجھا'' (ابوداؤد ج۲ ح ۱۳۹۴) کی روشنی میں یہ مدت تین دن سے کم نہ ہو، اسی لئے حضرت معاذ بن جبلؓ تین دن سے کم مدت میں قرآن کی تلاوت (ختم) کرنے کو مکروہ سمجھتے تھے، (فضائل القرآن لابن کثیر ص ۸۰) اور حضرت ابن مسعودؓ فرماتے تھے قرآن سات (دن) میں پڑھا کرو نہ کہ تین (دن) سے کم میں۔) (فتح الباری: ۹/ ۹۷)

اس کی حکمت، واللہ اعلم یہ ہے کہ تلاوت میں تیزی اور سرعت سے آیات کے معانی و مطالب کے ادراک میں کوتاہی، طبیعت میں سستی، چڑچڑاپن اور تلفظ کی ادائیگی میں غلطی کا زیادہ امکان ہوتا ہے، بعض سلف کے بارے میں یہ جو مذکور ہے کہ کبھی کبھی وہ تین دن یا اس سے کم میں تلاوت قرآن ختم کرلیتے تھے، اس کی توجیہہ یہ ہوسکتی ہے کہ انہیں مذکورہ حدیث کا علم نہ ہوا ہو، یا پھر وہ باوجود سرعت کے آیات کے معانی و مطالب پر غور و فکر اور تدبر بھی کرتے جاتے تھے (فضائل القرآن لابن کثیر: ص ۸۲) یا ان میں بہت زیادہ شوق اور ولولہ ہوتا تھا کہ وہ فارغ اوقات جیسے ماہ رمضان المبارک وغیرہ جیسے مہینوں کا بھرپور استعمال چاہتے تھے۔

رہی زیادہ سے زیادہ مدت جس کی وضاحت روایات میں آئی ہے وہ چالیس دن ہے، جیسا کہ عبداللہ بن عمروؓ سے مروی ہے، انہوں نے رسول اکرمؐ سے دریافت کیا، کتنی مدت میں قرآن پڑھا (یعنی ختم کیا) جائے؟ آپؐ نے فرمایا'' چالیس (دن) میں'' (سنن الترمذی ج ۵ ح ۲۹۴۸) اسحٰق بن راہویہؒ کہتے ہیں کہ اس حدیث کی روشنی میں ہمیں یہ پسند نہیں کہ آدمی چالیس دن کی مدت بغیر قرآن پڑھے یونہی گزار دے۔ (سنن الترمذی ۱۹۷/۵، فضائل القرآن لابن کثیر ص ۷۰)

## (۵) گناہ اور معصیت کے کام قرآن کے بھلا دیئے جانے کا سبب ہیں

بیشتر روایات میں اس کا ذکر آیا ہے کہ انسان پر آفات اور مصائب کے آنے کا ایک بڑا سبب اس سے سرزد ہونے والے گناہ اور معصیت کے کام ہیں اور بلاشبہ ان میں سب سے بڑی مصیبت قرآن کا بھلا دیا جانا ہے، ارشاد نبویؐ ہے بندے کو چھوٹی یا بڑی مصیبت اس کے کسی گناہ کے سبب پہنچتی ہے حالانکہ اللہ بیشتر گناہ معاف (بھی) کر دیتا ہے'' (سنن الترمذی ج ۳۲۵۲/۵) یہ بات اسلاف کے ذہنوں میں بہت ہی واضح تھی، اسی لئے ضحاک بن مزاحم کہتے ہیں، جس کسی نے بھی قرآن سیکھا اور اسے بھلا دیا تو اس کا سبب اس سے سرزد ہونے والا گناہ ہے، اللہ کا فرمان ہے ''جو بھی مصیبت تمہیں پہنچتی ہے وہ تمہارے ہی ہاتھوں کی کمائی ہوتی ہے (الشوریٰ ۳۰) اور قرآن کا بھول جانا سب سے بڑی مصیبت ہے (فضائل القرآن ص ۷۰) اسلاف کا موقف ایسے قرآن بھول جانے والوں کے ساتھ بڑا ہی سخت ہوتا تھا ابن سیرینؒ سے صحیح اسناد کے ساتھ مروی ہے کہ اسلاف ایسوں سے بڑی ہی کراہت کرتے اور انہیں سخت سست کہتے تھے، (فتح الباری ۸۶/۹) قرطبی نے اس کراہت اور سخت موقف کی وضاحت کی ہے وہ کہتے ہیں جس نے پورا یا تھوڑا قرآن پاک یاد کیا اس کی قدر ومنزلت اس کے مقابلے میں بڑھ گئی جس نے اسے یاد ہی نہیں کیا اس قدر منزلت کی جب اس نے خود قدر نہ جانی، اس سے ہاتھ اٹھا لیا بلکہ اس سے پرے ہو گیا تو ضرور اسے سزا ملنی ہی چاہیئے کیوں کہ حفظ قرآن کی نگہداشت نہ کرنا جہالت ہے اور علم کے بعد جہالت بہت ہی بری بات ہے۔ (فتح الباری ۸۶/۹) حتی کہ بعض اسلاف اسے گناہ عظیم خیال کرتے تھے، ابوالعالیہ حضرت انسؓ سے موقوفاً روایت کرتے ہیں کہ ہم اس بات کو گناہ عظیم سمجھتے تھے کہ قرآن مجید یاد تو کر لے لیکن اس قدر پڑا سوتا رہے کہ اسے بھلا دے۔ (فتح الباری ۸۶/۹)

ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ بعض مفسرین نے اللہ تعالیٰ کے قول (سورۃ طٰہٰ آیت ۱۲۴۔۱۲۶) کے یہ معانی بیان کئے ہیں ''اور (ہاں) جو میری یاد سے روگردانی کرے گا اس کی زندگی تنگی میں رہے گی اور ہم اسے بروز قیامت اندھا کر کے اٹھائیں گے وہ کہے گا کہ الٰہی! مجھے تو نے اندھا بنا کر کیوں اٹھایا؟ حالانکہ میں تو دیکھتا بھالتا تھا، (جواب ملے گا) اسی طرح ہونا چاہیئے تھا، تو میری آئی ہوئی آیتوں کو بھول گیا تو آج تو بھی بھلا دیا جاتا ہے۔'' (فضائل القرآن ص ۶۹) حضرات مفسرین کا یہ کہنا اگر مقصود نہ بھی ہو تب بھی تلاوت قرآن سے منہ موڑنا، اس کا بھلا دینا اور اس جانب توجہ نہ دینا واقعی بڑی غفلت اور انتہا پسندی ہوگی جس سے اللہ کی پناہ مانگی جانی چاہیئے۔

## (۶) آموختہ کیسے دہرایا جائے؟

بلا شبہ حفظ قرآن کے لئے مقرر کردہ وقت کے علاوہ روزانہ ایک مناسب وقت میں حسب توفیق آموختہ دہرانا چاہئے۔ لیکن چونکہ اکثر حفاظ کو اس میں دقت پیش آ سکتی ہے۔ لہذا مندرجہ ذیل جدول پر عمل کرنا فائدہ مند ہوگا:

الف) فجر کی سنتوں سے ہٹ کر باقی فرض نمازوں کی سنتوں میں ہر دو رکعتوں میں ایک ثمن (۱/۸) کے حساب سے پانچ ثمن کی تلاوت ممکن ہے۔

☆ عصر سے پہلے کی دو سنتوں میں ایک ثمن (۱/۸) پڑھا جا سکتا ہے۔

☆ جملہ فرض اور تہجد کی نمازوں میں دو ثمن (۲/۸) پڑھا جا سکتا ہے۔

اس طرح ایک دن میں کم از کم آٹھ ثمن یعنی ایک مکمل جزء پڑھا جا سکتا ہے۔

ب) سنتوں سے ہٹ کر نوافل میں، سواری پر، اذان اور اقامت کے درمیان، تعلیم یا ملازمت کے لئے جانے آنے اور اسی طرح کے دوسرے اوقات میں بھی تلاوت کی جا سکتی ہے۔

ج) بعد نماز فجر چاہے تھوڑی ہی دیر کیوں نہ ہو انسان تلاوت کی عادت ڈالے، کم از کم ایک ثمن ہی سہی۔

د) عالی ہمت حفاظ کے لئے (فمی مشوق) ''یعنی میرا منہ تلاوت قرآن کا بڑا شوقین ہے۔'' والا طریقہ سود مند ہوگا، یہ ملک کنانہ کے بعض مشائخ کا آزمودہ طریقہ ہے جس کی تشریح یہ ہے۔ (ف) سے مراد سورہ فاتحہ (م) سے مراد سورہ مائدہ (ی) سے مراد سورہ یونس (م) سے مراد سورہ مریم (ش) سے مراد سورہ شعراء (و) سے، مراد سورہ صافات اور (ق) سے مراد سورہ ق۔

☆ اس طرح پہلے دن کی تلاوت سورہ فاتحہ سے مائدہ تک۔

☆ دوسرے دن سورہ مائدہ سے سورہ یونس تک۔

☆ تیسرے دن سورہ یونس سے سورہ مریم تک۔

☆ چوتھے دن سورہ مریم سے سورہ شعراء تک۔

☆ پانچویں دن سورہ شعراء سے سورہ صافات تک۔

☆ چھٹے دن سورہ صافات سے سورہ ق تک۔

☆ اور ساتویں دن دسورہ ق سے آخر قرآن پاک تک۔

(ھ) دس پاروں سے کم حافظ کو چاہیئے کہ پندرہ دن گزرنے سے پہلے پہلے جو کچھ بھی یاد ہوا سے دہرالیا کرے۔ اللہ تعالیٰ تمام کو توفیق او بہتری عنایت فرمائے آمین

(نوٹ) قرآن پاک کی مشہور تیس پاروں کی تقسیم کے علاوہ عثمانی رسم الخط کے مصاحف میں ایک اور تقسیم (احزاب) کی بھی ہے، یعنی ہر پارے میں دو حزب اور ہر حزب کے چار حصے اس طرح ہر جزء یا پارے کے آٹھ حصے ہوتے ہیں اور یہ تو معلوم ہی ہے کہ آٹھویں حصہ کو عربی میں ثمن کہا جاتا ہے جس کا ذکر مضمون کے تیسرے حصہ میں کیا گیا ہے۔ (مترجم) (بصد شکریہ: ماہنامہ ''صراط مستقیم'' برمنگھم)

## مولانا فیض احمد بھٹی صاحب کا رابطہ نمبر

مولانا فیض احمد بھٹی صاحب مدینہ یونیورسٹی سے تعطیلات کے دوران جہلم میں تبلیغی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ جماعتی احباب ان سے درج ذیل نمبر پر رابطہ کرسکتے ہیں۔

0300-5455255

## انعامی تقریری مقابلہ

اہلحدیث یوتھ فورس ضلع جہلم کے زیر اہتمام مورخہ 13 اگست کو ''استحکام پاکستان اور ہماری ذمہ داریاں'' کے عنوان سے جامعہ علوم اثریہ میں ایک انعامی تقریری مقابلہ ہورہا ہے۔ جس میں ضلع بھر سے مدارس، سکولوں اور کالجز کے طلباء شرکت کریں گے۔ اس پروگرام کی صدارت رئیس الجامعہ فرمائیں گے۔

## راجہ وقاص صاحب بدر کو صدمہ

مورخہ 9 جون بروز بدھ راجہ وقاص صاحب کے والد جناب راجہ بدر اقبال آف ڈھوک صوبیدار دل کا دورہ پڑنے سے انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا إلیہ راجعون۔ مرحوم جماعت اہلحدیث ڈھوک صوبیدار کے سرگرم رکن تھے اور مسجد کے ساتھ کافی تعاون کرتے تھے۔ جہلم سے مرحوم کی نماز جنازہ میں نائب مدیر مفتی محمد شفیع صاحب اور دیگر اساتذہ نے جبکہ جماعتی احباب میں سے شیخ محمد اسحاق صاحب اور ارشد سیٹھی صاحب نے شرکت کی۔